Chapter 69 **سورة الحاقّة** Undeniable absolute reality

آیات 52

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ کے نام سے جو سنورنے والوں کی مرحلہ وار اور قدم بہ قدم مدد و رہنمائی کرتے ہوئے انہیں ان کے کمال تک لے جانے والا ہے (وہ یہ آگاہی دے رہا ہے کہ)!

اَلۡحَآقَّةُ ۙ﴿۱﴾

1- یہ ایک نا قابلِ انکار حقیقت ہے جو طاری ہو کر رہے گی۔

مَا الۡحَآقَّةُ ۚ﴿۲﴾

2- اور یہ نا قابلِ انکار حقیقت کیا ہے جو طاری ہو کر رہے گی؟

وَمَاۤ اَدۡرٰىكَ مَا الۡحَآقَّةُ ؕ﴿۳﴾

3- اور کیا تم نے حقائق کی گہرائیوں میں اُتر کر دیکھا ہے کہ وہ نا قابلِ انکار حقیت کیا ہے؟ (وہ حقیقت یہ ہے کہ جو بھی اللہ کے احکام وقوانین کی خلاف ورزی کرتا رہے گا تو اسے خوفناک نتائج کا سامنا کرنا پڑے گا)۔

كَذَّبَتۡ ثَمُوۡدُ وَعَادٌۢ بِالۡقَارِعَةِ ﴿۴﴾

4- (یہ ہے وہ نا قابلِ انکار حقیت جس کی سچائی کو) قومِ ثمود اور قومِ عاد نے جھٹلا دیا تھا اور انہیں ایسی تباہی کا سامنا کرنا پڑا جو چیزوں کو ایک دوسری پر مار کر برباد کر دینے والی ہوتی ہے۔

فَاَمَّا ثَمُوۡدُ فَاُهۡلِكُوۡا بِالطَّاغِيَةِ ﴿۵﴾

5- چنانچہ ثمود والوں کو شدید کڑک کے ساتھ ایک ہیبت ناک (زلزلے) نے تباہ کر کے رکھ دیا (7/78، 11/67، 41/17)۔

وَاَمَّا عَادٌ فَاُهۡلِكُوۡا بِرِيۡحٍ صَرۡصَرٍ عَاتِيَةٍ ۙ﴿۶﴾

6- اور جو عاد والے تھے انہیں ایک ایسی تند و تیز آندھی سے ہلاک کر دیا گیا جو انتہائی سرد اور بڑی سخت آواز والی تھی۔

سَخَّرَهَا عَلَيۡهِمۡ سَبۡعَ لَيَالٍ وَّثَمٰنِيَةَ اَيَّامٍ ۙ حُسُوۡمًا ۙ فَتَرَى الۡقَوۡمَ فِيۡهَا صَرۡعٰى ۙ كَاَنَّهُمۡ اَعۡجَازُ نَخۡلٍ خَاوِيَةٍ ۚ﴿۷﴾

7- وہ آندھی ان پر سات راتیں اور آٹھ دن مسلسل چلتی رہی۔ (اس نے ان کا نام ونشان تک مٹا دیا۔ اگر تم وہاں ہوتے تو) اس قوم کے لوگوں کو دیکھتے کہ وہ (کس طرح اوندھے منہ) گرے پڑے ہیں۔ یوں جیسے کھجور کے گرے ہوئے

درختوں کی کھوکھلی جڑیں ہیں۔

فَهَلْ تَرٰى لَهُمْ مِّنْۢ بَاقِيَةٍ ۝٨

8-اب کیا ان میں سے کوئی تمہیں باقی بچا نظر آتا ہے۔(وہ صفحہ ہستی سے نیست و نابود کر دیے گئے)۔

وَجَآءَ فِرْعَوْنُ وَمَنْ قَبْلَهٗ وَالْمُؤْتَفِكٰتُ بِالْخَاطِئَةِ ۝٩

9-اور اسی طرح فرعون (کا بھی حشر ہوا) اور ان قوموں کا بھی، جو اس سے پہلے ہو گزری تھیں۔ اور (قومِ لوطؑ کے) خطا کاروں کا، جن کی بستیاں الٹ دی گئیں۔

فَعَصَوْا رَسُوْلَ رَبِّهِمْ فَاَخَذَهُمْ اَخْذَةً رَّابِيَةً ۝١٠

10-(وجہ یہ تھی) کہ انہوں نے اپنے رب کے رسول کی نافرمانی کی تھی، تو انہیں جب (اللہ) نے پکڑا تو بڑی سخت گرفت میں لے لیا۔

اِنَّا لَمَّا طَغَا الْمَآءُ حَمَلْنٰكُمْ فِى الْجَارِيَةِ ۝١١

11-(رسولوں کی نافرمانیاں کرنے والے تو یوں تباہ و برباد ہو گئے۔ لیکن جن لوگوں نے رسولوں کا ساتھ دیا، انہیں ہم نے تباہیوں سے محفوظ رکھا۔ مثلاً طوفانِ نوحؑ کے وقت) جب پانی کی طغیانیاں حد سے بڑھ گئیں تو تحقیق کرنے والے جانتے ہیں کہ ہم نے تمہیں (یعنی نوحؑ کا ساتھ دینے والوں کو) کشتی میں سوار کر دیا تھا۔

لِنَجْعَلَهَا لَكُمْ تَذْكِرَةً وَّتَعِيَهَآ اُذُنٌ وَّاعِيَةٌ ۝١٢

12-(اور ہم نے گزری ہوئی قوموں کے یہ واقعات ایک بار پھر اس لئے بیان کئے ہیں) تا کہ ہم انہیں تمہارے لئے ایسا تذکرہ بنا دیں کہ یاد رکھنے والے کان ان کی یاد محفوظ کر لیں۔ (کیونکہ تحقیق کرنے والے جانتے ہیں کہ ان قصوں میں عقل و بصیرت رکھنے والوں کے لئے سبق آموز عبرت کا سامان ہے، 12/111)۔

فَاِذَا نُفِخَ فِى الصُّوْرِ نَفْخَةٌ وَّاحِدَةٌ ۝١٣

13-پھر جب صور میں (یعنی بگل جیسی کسی چیز میں) پھونک ماری جائے گی (یعنی یوں لگے گا جیسے بگل میں پھونک ماری گئی ہے اور جو آواز پیدا ہوگی وہ ہر طرف چھا جانے والی ہوگی اور وہ)۔ نفخة واحدة ہوگی یعنی ایسی منفرد آواز جو پہلے کبھی نہ سنی ہوگی۔

وَّحُمِلَتِ الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ فَدُكَّتَا دَكَّةً وَّاحِدَةً ۝١٤

14-اور زمین اور پہاڑ اٹھائے جائیں گے اور پھر انہیں ایک ہی بار میں ٹکڑے ٹکڑے کر کے ریزہ ریزہ کر دیا جائے گا۔

فَيَوْمَئِذٍ وَّقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ۝١٥

15-لٰہذا، یہ ہے وہ دن جب یہ واقعہ رونما ہوگا۔

وَانْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَهِيَ يَوْمَئِذٍ وَّاهِيَةٌ ۙ﴿۱۶﴾

16-اورآسمان پھٹ جائے گا۔اور(اس کا وجود)اس دن انتہائی کمزور ہوکر رہ جائے گا۔

وَّالْمَلَكُ عَلٰٓى اَرْجَآئِهَا ۭ وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمٰنِيَةٌ ۭ﴿۱۷﴾

17-اور(آسمان کے پھٹ جانے کے بعد جو عالم ظاہر ہوگا تو)اوپر سے نیچے تک یعنی ہر طرف فرشتے ہی فرشتے ہوں گے اوراس دن انہوں نے تمہارے رب کے عرش یعنی اس کی حکمرانی واقتدار کی (ذمہ داریوں) کو آٹھ (حوالوں سے) اپنے اوپر اٹھا رکھا ہوگا یعنی سنبھالا ہوا ہوگا (51/4،79/5)۔

(نوٹ: یہ آیت 69/17 ان آیات میں سے ہے جو متشابہات ہیں کیونکہ قیامت کے بعد اس عالم کا منظر کیا ہوگا، اللہ کے جلوے کس طرح کے ہوں گے اور فرشتے کن کاموں میں کس طریقے سے سرگرمِ عمل ہوں گے؟ یہ سب کچھ بالکل حق اور سچ ہے۔لیکن انسان کی دنیا سے جو عقل منسلک ہے وہ آخرت کی دانش سے منسلک نہیں ہے اس لئے اس پر آخرت کے معاملات کا مفہوم بالکل اس طرح واضع ہونا مشکل ہے جس طرح دنیا سے منسلک معاملات کا مفہوم دنیا میں واضح ہو جاتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ جنت کو آیت 13/35 میں مثل کہا گیا ہے کیونکہ انسانی عقل ان راحتوں اور سرفرازیوں کا تصور نہیں کرسکتی جو جنت میں میسر ہوں گی اس لئے اسے دنیا کے طریقے سے سمجھایا گیا ہے)۔

يَوْمَئِذٍ تُعْرَضُوْنَ لَا تَخْفٰى مِنْكُمْ خَافِيَةٌ ﴿۱۸﴾

18-(یہ وہ دن ہوگا) جس دن (اے نوعِ انسان) تم پیش کر دیے جاؤ گے اور تم سے تمہاری کوئی بات چھپی نہیں رہے گی۔(تمام راز فاش ہوجائیں گے اور تم بہت نکھر کر سامنے آجاؤ گے)۔

فَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ ۙ فَيَقُوْلُ هَآؤُمُ اقْرَءُوْا كِتٰبِيَهْ ﴿۱۹﴾ۚ

19-چنانچہ اس وقت جس کا اعمال نامہ اس کے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا (تو وہ خوشی خوشی ساتھیوں) سے کہے گا کہ!لو پڑھو میرا اعمال نامہ۔

اِنِّىْ ظَنَنْتُ اَنِّىْ مُلٰقٍ حِسَابِيَهْ ﴿۲۰﴾ۚ

20-(وہ یہ بھی کہے گا کہ) یقیناً مجھے یہ گمان ضرور تھا (کہ جو کچھ میں کرتا ہوں) تو مجھے اس کا حساب ضرور مل کر رہے گا۔(یہی وجہ تھی کہ میں غلط راستوں سے بچا رہا)۔

فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ۙ﴿۲۱﴾

21-لہٰذا، اسے وہ زندگی میسر آئے گی جو اس کی مرضی کے مطابق خوشگواریوں سے لبریز ہوگی۔

فِیۡ جَنَّۃٍ عَالِیَۃٍ ﴿۲۲﴾

22-(اور وہ) عالی شان جنت میں ہوں گے۔

قُطُوۡفُہَا دَانِیَۃٌ ﴿۲۳﴾

23-(ایسی جنت کہ) جس کے پھلوں کے خوشے جھکے ہوئے ہوں گے (یعنی وہاں کے سارے پھل جنتیوں کی دسترس میں ہوں گے)۔

کُلُوۡا وَ اشۡرَبُوۡا ہَنِیۡٓئًۢا بِمَاۤ اَسۡلَفۡتُمۡ فِی الۡاَیَّامِ الۡخَالِیَۃِ ﴿۲۴﴾

24-(ان سے کہا جائے گا) کہ تم لطف اندوزی سے کھاؤ پیو۔ کیونکہ یہ سب ان (اعمال کا نتیجہ ہے) جو گزرے ہوئے دنوں میں تم آگے بھیج چکے تھے۔

وَ اَمَّا مَنۡ اُوۡتِیَ کِتٰبَہٗ بِشِمَالِہٖ ۬ۙ فَیَقُوۡلُ یٰلَیۡتَنِیۡ لَمۡ اُوۡتَ کِتٰبِیَہۡ ﴿ۚ۲۵﴾

25-اور رہا وہ شخص جس کا اعمال نامہ اس کے بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا تو وہ کہے گا، اے کاش! مجھے میرا اعمال نامہ نہ دیا گیا ہوتا!

وَ لَمۡ اَدۡرِ مَا حِسَابِیَہۡ ﴿ۚ۲۶﴾

26-اور نہ مجھے ادراک ہوتا کہ میرے (اعمال کے نتائج کا) حساب کیا ہے۔

یٰلَیۡتَہَا کَانَتِ الۡقَاضِیَۃَ ﴿ۚ۲۷﴾

27-اے کاش! ایسا ہوتا کہ (موت ہوتی تو ایسی) ہوتی کہ قصہ چکا دینے والی ہوتی (کہ انسان مر جاتا تو پھر کبھی نہ اٹھایا جاتا)۔

مَاۤ اَغۡنٰی عَنِّیۡ مَالِیَہۡ ﴿ۚ۲۸﴾

28-(افسوس صد افسوس کہ جس مال نے مجھے متکبر بنا رکھا تھا) میرا وہ مال میرے کسی کام نہ آیا!

ہَلَکَ عَنِّیۡ سُلۡطٰنِیَہۡ ﴿ۚ۲۹﴾

29-اور میرا وہ غلبہ و اقتدار (جس نے مجھے بے انصاف و بے رحم اور سرکش بنا رکھا تھا) وہ مجھ سے جاتا رہا (اب میں اتنا ہی بے اختیار ہوں جتنا میرے سامنے کمزور اور بے سہارا لوگ بے اختیار ہوتے تھے)۔

خُذُوۡہُ فَغُلُّوۡہُ ﴿ۙ۳۰﴾

30-(ایسے میں پکڑنے والوں کو حکم ملے گا کہ) تم پکڑو اسے اور اس کی گردن میں طوق ڈال دو۔

ثُمَّ الْجَحِيمَ صَلُّوهُ ﴿٣١﴾

31-اور پھر اسے دوزخ میں دھکیل دو۔

ثُمَّ فِي سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُونَ ذِرَاعًا فَاسْلُكُوهُ ﴿٣٢﴾

32-اور پھر اسے ایسی زنجیر میں جکڑ دو جس کی لمبائی ستر ہاتھ ہو (یعنی ایک لمبی زنجیر میں جکڑ دو)۔

إِنَّهُ كَانَ لَا يُؤْمِنُ بِاللَّهِ الْعَظِيمِ ﴿٣٣﴾

33-(وجہ یہ ہے کہ اس نے سارے بُرے کام اس لئے کیے کیونکہ) یہ حقیقت ہے کہ یہ لامحدود عظمتوں والے اللہ کو تسلیم ہی نہیں کرتا تھا (اور سمجھتا تھا کہ جو جی چاہے کرتے جاؤ کوئی پوچھنے والا نہیں اور اگر ہے بھی تو دیکھا جائے گا)۔

وَلَا يَحُضُّ عَلَىٰ طَعَامِ الْمِسْكِينِ ﴿٣٤﴾

34-اور (اس لئے کہ اس کی کیفیت یہ تھی) کہ یہ لوگوں کو اس کی ترغیب نہیں دیتا تھا (کہ چلو ایک ایسا نظام قائم کر ڈالیں، جس میں) ہر اس شخص کو سامانِ رزق ملتا رہے جس میں کمانے کی سکت نہ رہی ہو (یا) جسے رزق میسر نہ آرہا ہو۔

(**نوٹ**: یہ آیت ایسے معاشی نظام کے لئے جدوجہد کرنے کا حکم دیتی ہے جو HAVE NOTS کے لئے ہو)۔

فَلَيْسَ لَهُ الْيَوْمَ هَاهُنَا حَمِيمٌ ﴿٣٥﴾

35-(اس کی یہ کیفیت اس لئے تھی کہ وہ سمجھتا تھا کہ میرے پاس اس قدر مال و دولت ہے کہ مجھے کسی کی محتاجی نہیں، اس لئے دوسروں کو مسکینوں کے لئے کسی ایسے نظام کو بنانے کے لئے ترغیب دینے کی ضرورت بھی نہیں جس میں لوگ ایک دوسرے کے دوست اور مددگار رہوں تاکہ مسکینوں کو کھانے کا سامان ملتا رہے)۔ لہٰذا، آج یہاں بھی اس کا کوئی غم خوار دوست نہیں ہوگا۔

وَلَا طَعَامٌ إِلَّا مِنْ غِسْلِينٍ ﴿٣٦﴾

36-چنانچہ اب اس کے لئے بھی کھانے کا سامان سوائے کھولتے ہوئے پانی کے اور کچھ نہیں ہوگا۔

لَا يَأْكُلُهُ إِلَّا الْخَاطِئُونَ ﴿٣٧﴾ ع 1 37 5

37-یہ غذا سوائے خطاکاروں کے کسی اور کے لئے نہیں ہوگی۔

فَلَا أُقْسِمُ بِمَا تُبْصِرُونَ ﴿٣٨﴾

38-بہرحال (اے رسولؐ! ان سے کہہ دو کہ جو حقائق بیان کیے جارہے ہیں یہ قیاسات اور گمان کی باتیں نہیں ہیں،

بلکہ) جو کچھ بھی تم (اس کائنات میں) دیکھتے ہو میں ان کی حقیقتوں کو اٹل گواہی کے طور پر پیش کرتا ہوں (اُقسم)۔

وَمَا لَا تُبْصِرُوْنَ ﴿۳۹﴾

39- اور جو کچھ تم نہیں دیکھ سکتے ہو (میں ان کی حقیقتوں کو بھی اٹل گواہی کے طور پر پیش کرتا ہوں، کہ جو کچھ بتایا جا رہا ہے وہ سچ ہے اور ہو کر رہے گا)۔

اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ﴿۴۰﴾

40- (لٰہذا، اے نوعِ انسان) یہ بات ہر شک وشبہ سے بالاتر سمجھو ورنہ تحقیق کر کے دیکھ لو تو اسی نتیجے پر پہنچو گے (اِنّہ) کہ یہ سارے کا سارا کلام (کسی عام آدمی کا نہیں ہے بلکہ اللہ کا ہے، 69/43 جس نے) رسولِ کریم (پر نازل کیا ہے، 6/19)۔

وَّمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ ۭ قَلِيْلًا مَّا تُؤْمِنُوْنَ ﴿۴۱﴾

41- لٰہذا، یہ کسی شاعر کا کلام نہیں ہے۔ لیکن تم اسے بہت کم تسلیم کرتے ہو (اور شک میں پڑے رہتے ہو کہ اس کی صداقتوں کو مانا جائے یا نہ مانا جائے)۔

وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۴۲﴾

42- اور (یہ بھی یاد رکھو کہ یہ کلام) کسی کاہن کا کلام نہیں ہے (جو اٹکل پچو باتوں پر مبنی ہو)۔ لیکن تم بہت ہی کم اس کی سبق آموز آگاہی پر غور کرتے ہو۔

تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۳﴾

43- (اس کی اٹل حقیقت یہ ہے کہ یہ کلام) اس کی طرف سے نازل کیا گیا ہے جو سارے عالمین کی نشوونما کرنے والا (اللہ) ہے۔

وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ ﴿۴۴﴾

44- اور (یاد رکھو کہ اس نازل کردہ وحی میں انسانی خیالات اور انسانی مرضی و پسند کی ذرہ بھر آمیزش نہیں ہے) کیونکہ اگر (یہ رسولؐ) اپنی طرف سے کوئی بات بنا کر اسے ہماری طرف منسوب کر دیتا

لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ ﴿۴۵﴾

45- تو بلاشبہ ہم اس کا دایاں ہاتھ پکڑ لیتے۔

ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ ﴿۴۶﴾

46-اور پھر ہم اس کی رگِ گردن کاٹ دیتے۔

فَمَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ عَنْهُ حٰجِزِيْنَ ﴿۴۷﴾

47-پھر تم میں کوئی ایسا نہ ہوتا جو ہمیں ایسا کرنے سے روک سکتا۔ (اس لئے یہ سارے کا سارا کلام سچ ہے)۔

(نوٹ: آیت 69/45 سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ محمدؐ کو اللہ نے لکھنا بھی سکھا دیا ہوا تھا اور وہ لکھا بھی کرتے تھے مگر یہ مزید تحقیق طلب ہے)۔

وَاِنَّهٗ لَتَذْكِرَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۴۸﴾

48-لہٰذا، حقیقت یہ ہے کہ (اس سارے کلام کی) آگاہی سے (وہی فائدہ اٹھا سکتے ہیں) جو اپنے اوپر اس قدر اختیار حاصل کر لیتے ہیں کہ اللہ کے ڈر سے اس کے احکام وقوانین کو اختیار کیے رہتے ہیں تا کہ خوفناک نتائج سے بچے رہیں (متقین)۔

وَاِنَّا لَنَعْلَمُ اَنَّ مِنْكُمْ مُّكَذِّبِيْنَ ﴿۴۹﴾

49-اور یہ بھی حقیقت ہے کہ ہمیں اس بات کا مکمل علم ہے کہ تم میں ایسے بھی ہیں (جو اس کلام کی صداقتوں کو تسلیم نہیں کرتے اور) اسے جھٹلانے میں لگے رہتے ہیں۔

وَاِنَّهٗ لَحَسْرَةٌ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿۵۰﴾

50-اور یہ بھی حقیقت ہے کہ جو لوگ اس کی سچائیوں اور احکام وقوانین کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیں گے تو پھر وہ حسرت کریں گے (یعنی وہ اپنے انجام پر کہہ اٹھیں گے کہ کاش ایسا ہوتا کہ ہم نے اسے تسلیم کر لیا ہوتا)۔

وَاِنَّهٗ لَحَقُّ الْيَقِيْنِ ﴿۵۱﴾

51-لہٰذا، تم تحقیق کر کے دیکھ لو تو اسی نتیجے پر پہنچو گے کہ (یہ کلام) ایک ناقابلِ انکار سچ ہے۔

فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ﴿۵۲﴾ ع 2/15/6

52-اس لئے (اے اہلِ ایمان) تم اپنے ربِ عظیم کی صفات کے مطابق (اس کلام یعنی قرآن کو) عملی شکل دینے کے لئے سرگرمِ عمل ہو جاؤ۔

(نوٹ: اسم جب اللہ یا رب کے ساتھ استعمال ہوتا ہے تو وہ اللہ کی تمام صفات کے مجموعے کے طور پر استعمال ہوتا ہے یا اگر اللہ کے ساتھ اس کی کوئی خاص صفت کا ذکر ہو تو پھر یہ صرف اس صفت کے لئے یا ان صفات کے لئے استعمال ہوتا ہے جیسے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یعنی اللہ کی وہ صفات جو رحمٰن اور رحیم ہیں)۔